قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 06 جولائی 2021ء | 25 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:159

فرمانِ رسول ﷺ

صاف ستھرا حلیہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ پراگندہ حال اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ. کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ بال سنوار لے اور انہیں صاف رکھے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ. کیا اسے پانی میسّر نہیں جس سے یہ اپنے کپڑے کو دھو سکے؟

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، فی غسل الثوب وفی الخلقان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

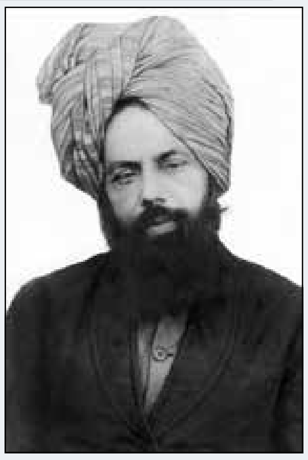

ظاہری اور باطنی طہارت کی اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بیشک اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 148 تا 149 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی ممدّ اور معاون ہے۔ اگر انسان اسے ترک کر دے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے، تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مُستلزم ہے۔ اس لیے ہر مُسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے۔ ہر نماز میں وُضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وُہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت (زہر) اور عفونت سے روک ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے۔ ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 164 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جسمانی طہارت و پاکیزگی کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر رُوحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔‘‘

(ایام صلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ

(الاعراف:32)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فرمان خلیفۂ وقت

صفائی نصف ایمان ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

۔۔۔۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو صفائی کے ساتھ ساتھ حفظانِ صحت کے اصولوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اب پانی سے ناک صاف کرنے کا جو حکم ہے یہ وضو کرتے وقت دن میں پانچ دفعہ ہے اور اگر ناک میں پانی چڑھا کر صاف کیا جائے تو کافی حد تک نزلے وغیرہ سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ جرمنی میں کسی کو نزلہ ہو گیا اور ڈاکٹر کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ تم لوگ جو مسلمان ہو، پانچ وقت وضو کرتے ہو تو ناک میں پانی چڑھاتے ہو، تم اگر اس طرح کرو تو کافی حد تک نزلے سے بچ سکتے ہو۔ یہ اس ڈاکٹر کی اپنی سوچ یا تحقیق تھی یا اس پر کوئی اور تحقیق ہو رہی ہے یا ہوئی ہے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہرحال اس میں حقیقت ہے۔ اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ناک میں پانی چڑھانا مشکل ہو گا کیونکہ ناک میں زور سے پانی چڑھانا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ذرا سی تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن میں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اگر ناک میں پانی ٹھیک طرح چڑھایا جائے اور صاف کیا جائے تو نزلے میں کافی فرق پڑتا ہے۔ پھر ناخن کٹوانا ہے، اس میں ہزار قسم کے گند پھنس جاتے ہیں لیکن آج کل بعض مردوں میں لیکن عورتوں میں تو اکثریت میں یہ فیشن ہو گیا ہے کہ لمبے لمبے ناخن رکھو اور ان کو کوئی گندگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ سب پر واضح ہو جانا چاہئے کہ ناخن کٹوانے کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور لمبے ناخن رکھنے کا نقصان ہی ہے فائدہ کوئی نہیں۔ صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ اور خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہئے۔ اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے۔ اور اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- ظہورِ مہدی آخر زماں ہے (منظوم)
- کتابِ تعلیم کی تیاری
- ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت
- عبودیت تامہ

دربارِ خلافت

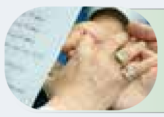

اجتماعات اور ذیلی تنظیموں کو نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ذیلی تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر حقیقت میں اجتماع میں شامل ہونے والوں اور ایم ٹی اے۔ٹی وی کے ذریعے سے سننے والوں پر دنیا میں کہیں بھی کوئی اثر ہوا ہے تو یہ لوہا گرم ہے اس کو اُس مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔

ایم ٹی اے۔ٹی وی پر سننے والوں کی مَیں نے بات کی ہے تو اُن کی طرف سے بھی مجھے اظہارِ جذبات کے خطوط مل رہے ہیں بلکہ بعض بچوں کے والدین کے تاثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو اُن دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سُن رہا تھا تو اُس نے منہ کے آگے cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔میرے متعلق کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ ایم ٹی اے۔ٹی وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں تو مَیں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔ پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیئے ہیں۔سکول میں بیٹھ کر بجائے پڑھائی پر توجہ دینے کے بعض بچے اس سوچ میں رہتے تھے کہ ابھی بریک ہوئی یا ابھی چھٹی ہو گی تو پھر اپنے موبائل پر کوئی گیم کھیلیں گے یا اور اس قسم کی فضولیات میں پڑ جائیں گے جو فونوں پر آجکل مہیا ہوتی ہیں۔ اب جب میری باتیں سنی ہیں تو انہوں نے کہا یہ سب فضولیات ہیں، ہم اب اس کو استعمال نہیں کریں گے، ان کھیلوں کو نہیں کھیلیں گے۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں جو صحت نہیں بناتیں، جو دماغی ورزش بھی نہیں ہے بلکہ ایک نشہ چڑھا کر مستقل انہی چیزوں میں مصروف رکھتی ہیں، ایک پاگل پن (یا انگلش میں جسے craze کہتے ہیں) وہ ہو جاتا ہے۔لیکن ہم صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جو ہوشمند اور بڑے ہیں اُن کو تو خود اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور مستقل مزاجی سے ان جائزوں کی ضرورت ہے۔ ان جائزوں کو لیتے چلے جانا ہے اور اسی طرح والدین کو مستقل اپنے بچوں کو یاد دہانی کروانے کی ضرورت ہے کہ جب ایک اچھی عادت تم نے اپنے اندر پیدا کر لی ہے تو پھر اُسے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔ ماحول سے متاثر نہ ہو جاؤ۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے لئے عارضی خوشیاں کوئی خوشیاں نہیں ہیں بلکہ جب تک ہماری خوشیاں، ہماری نیکیاں، ہمارے اندر پاک تبدیلیاں، ہمارے اندر مستقل رہنے کا ذریعہ نہیں بنتیں ہم چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ جبتک ہم مستقل اپنی حالتوں کے جائزے نہیں لیتے رہتے، ہم عظیم انقلاب کا حصہ نہیں بن سکتے۔ پس جیسا کہ میں نے اجتماع میں بھی کہا تھا کہ اچھے معیار حاصل کر لینا پہلے سے زیادہ فکر کا باعث بنتا ہے، خود ہر فردِ جماعت پر بھی، ذیلی تنظیموں پر بھی اور نظامِ جماعت پر بھی پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔

اس مرتبہ مَیں لجنہ سے اس لحاظ سے بھی متاثر ہوا ہوں کہ بچیاں بھی اور خواتین بھی بڑی خاموشی سے اور توجہ سے میری لجنہ میں جو تقریر تھی اُسے سنتی رہی ہیں۔عموماً میں عورتوں کے مزاج کی وجہ سے کوشش کرتا ہوں کہ چالیس پینتالیس منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں اس سے زیادہ وقت نہ لوں لیکن اس مرتبہ لجنہ کے اجتماع پہ جب میں نے وقت دیکھا تو تقریباً سوا گھنٹہ گزر چکا تھا۔لیکن چھوٹی بچیاں بھی، جوان بچیاں بھی، بڑی عمر کی عورتیں بھی پورا وقت بڑے انہاک سے میری باتوں کو سنتی رہی ہیں۔ خدا کرے کہ میری باتیں اُن پر اثر ڈالنے والی بھی ہوں۔یعنی مستقل اثر ہو اور لجنہ کی تنظیم اس بات پر خوش نہ ہو جائے کہ ہمارا اجتماع بڑا اچھا ہوا اور ہماری تعریف ہوگئی، بلکہ مستقل اور مسلسل عمل کے لئے ان باتوں کو اپنے لائحہ عمل میں شامل کریں۔عہدیدار اپنے بھی جائزے لیں اور ممبروں کے بھی جائزے لیں تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار بن سکتے ہیں۔تبھی ہم اُس زمانے میں شمار ہونے والے کہلا سکیں گے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ایک مبارک اُمت ہے یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اِس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری۔

(ترمذی کتاب الامثال باب 6 حدیث نمبر 2869)

(یعنی دونوں زمانے اپنی الگ الگ شان رکھنے والے ہیں)

یہ آخری زمانہ کونسا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو پہلے زمانے کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑا ہے۔ یہ زمانہ جو آخری زمانہ ہے یہ آخرین کا زمانہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام صادق نے مبعوث ہو کر آخرین کو اوّلین سے ملانا تھا۔ دین کو ثریّا سے

بقیہ صفحہ 7 پر

ظہور مہدی آخر زماں ہے

ظہور مہدی آخر زماں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
محمد میرے تن میں مثل جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
گیا اسلام سے وقت خزاں ہے
ہوئی پیدا بہار جاوداں ہے
اگر پوچھے کوئی عیسی کہاں ہے
تو کہہ دو اس کا مسکن قادیاں ہے
ہر اک دشمن بھی اب رطب اللساں ہے
مرے احمد کی وہ شیری زباں ہے
مقدر اپنے حق میں عزوشاں ہے
جو ذلت ہے نصیب دشمناں ہے
مسیحا زمیں کا یاں مکاں ہے
زمین قادیاں دارالاماں ہے
فدا تجھ پہ مسیحا میری جاں ہے
کہ تو ہم بے کسوں کا پاسباں ہے
مسیحا سے کوئی کہہ دو یہ جا کر
مریض عشق تیرا نیم جاں ہے
نہ پھولو دوستو دنیائے دوں پر
کہ اس کی دوستی میں بھی زیاں ہے
دورنگی سے ہمیں ہے سخت نفرت
جو دل میں ہے جبیں سے بھی عیاں ہے
ترے اس حال بد کو دیکھ کر قوم
جگر ٹکڑے ہے اور دل خوں فشاں ہے
جسے کہتی ہے دنیا سنگ پارس
مسیحا کا وہ سنگ آستاں ہے
دیا ہے رہنما بڑھ کر خضر سے
خدا بھی ہم پہ کیسا مہرباں ہے
فلک سے تا منارہ آئیں عیسی
مگر آگے تلاش نرد باں ہے
ترقی احمدی فرقہ کی دیکھے
بٹالہ میں جو اک پیر مغاں ہے
نہ یوں حملہ کریں اسلام پر لوگ
ہمارے منہ میں بھی آخر زباں ہے
مخالف اپنے ہیں گو زور پر آج
مگر ان سے قوی تر پاسباں ہے

کلام محمود صفحہ 33

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط اول

اداریتی نوٹ

"کتاب، تعلیم کی تیاری" کا مبارک سلسلہ قسط وار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت، دعا اور رہنمائی میں شروع کیا جا رہا ہے۔ یہ منگل وار کو صفحہ 3 کی زینت بنا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان آرٹیکلز کو قارئین کرام کے لئے مفید بنائے اور بھرپور استفادہ کی توفیق دے۔ یہ مائدہ مکرم محمد اظہر منگلہ استاذ جامعہ احمدیہ گھانا کمپوز کر رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ (ادارہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 10دسمبر 1899ء کو صبح سیر کے دوران اس خواہش کا اظہار فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں........اس کتاب کے تین حصے ہوں گے:

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 354 ایڈیشن 2016ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تصانیف، ملفوظات، اشتہارات اور مکتوبات کا احاطہ کیا جائے تو قرآن کریم، احادیث میں بیان اسلامی تعلیمات اور سنت رسولؐ سے ان تعلیمات کے اظہار سے آپؑ کی تحریرات گوندھی پڑی ہیں۔ اور ان کو دیکھ اور پڑھ کر اوپر بیان فرمودہ خواہش کے تینوں پہلو نہ صرف واضح اور روشن و تابناک ہوتے چلے جاتے ہیں بلکہ عمل کے لئے اپنی طرف کھینچتے ہیں اس ناطے آپؑ کو اس آخری دَور کا اسلامی تعلیمات کا مفسّرِ اعظم کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ آپؑ مفسّر قرآن بھی تھے، محدث بھی، محقق اور فقیہ بھی تھے۔

"کتاب تعلیم" کے محولا بالا تینوں امور کو اسلامی تعلیم کا خلاصہ کہا جا سکتا ہے۔ آئندہ کبھی کبھار ان تینوں عناوین کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات سے ارشادات "کتاب تعلیم" عنوان کے تحت قسط وار قارئین الفضل کے افادہ کے لئے پیش کئے جایا کریں گے۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان عناوین کے تحت اقتباسات جمع ہو سکیں اور آپؑ کی خواہش بھی بر آئے۔ قارئین سے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے جہاں دُعا کی درخواست ہے وہاں یہ بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ کی نظروں سے اگر ان عناوین کے تحت جب بھی کوئی ارشاد گزرے وہ ایڈیٹر کے نام بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

آج قسط نمبر 1 میں ان تین عناوین کے تحت اقتباسات لانے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر میں سے اہم الفاظ پر غور ضروری ہے۔ جیسے: "تعلیم، اللہ تعالیٰ، ہمارے، فرائض، نفس، حقوق اور بنی نوع"

تعلیم

علم سے ہے جس سے ہر انسان کو آگاہی ضروری ہے۔ ہر انسان کو اپنی ذات میں ایک دانش گاہ ہونا چاہیے جہاں سے وہ خود بھی ادب سیکھے اور دوسروں کو بھی علم وفن اور ہنر سکھلانے کا موجب ہو۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہو سکتا ہے کہ ایک رات آنحضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں دو قسم کے گروہ پائے۔ ایک تلاوت اور دعاؤں میں مصروف تھا۔ دوسرا پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر آپ یہ فرماتے ہوئے کہ دونوں گروہ نیک کام کر رہے ہیں آپ پڑھنے اور پڑھانے والے صحابہ میں جا بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلّم اور استاد بنایا ہے۔

(ابن ماجہ باب فضل العلماء)

اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

(صحیح البخاری، کِتَاب فَضَآئِلِ الْقُرْاٰنِ)

لہٰذا تعلیم حاصل کرنا اور تعلیم دینا بہت اہم ہے۔

اللہ تعالیٰ

اللہ، خالق حقیقی کا ذاتی نام ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا اور اشرف المخلوقات بنایا۔ وہ سنتا ہے اور بولتا ہے۔ وہ اَلصَّمَدُ ہے اور لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم "اللہ" کو قرار دیا ہے۔ وہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے اور تابد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ جو خدائے تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا مستجمع ہے........ کہتے ہیں کہ اسم اعظم یہی ہے اور اس میں بڑی بڑی برکات ہیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 86 ایڈیشن 2016ء)

نیز فرمایا:

"اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس کی ماہیت پر کان دھرے"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 86 ایڈیشن 2016ء)

حقوق و فرائض

گو اس کے معانی rights، obligations اور duties کے لیے جاتے ہیں۔ لیکن اردو، ہندی اور عربی کی لغات میں حقوق کے تحت بھی فرض، ذمہ داریاں اور واجب کے معانی درج ہیں۔ جو کسی کے حقوق ہیں تو وہ پہلے انسان کے فرائض میں شامل ہیں۔ اردو زبان میں استعمال کے لحاظ سے حقوق کو فرائض پر سبقت حاصل ہے اسی لئے ہمیشہ ایسے ہی استعمال ہوتا ہے یعنی "حقوق و فرائض"۔ انگریزی میں اِسے "give and take" کہتے ہیں کہ اپنے حقوق لینے کے لئے پہلے کچھ فرائض سرانجام بھی دینے پڑتے ہیں۔ جبکہ ہمارے معاشرہ میں حقوق لینے کی تو بات کی جاتی ہے فرائض کی ادائیگی کی نہیں کی جاتی۔ بلکہ اپنے حقوق لینے کا مطالبہ کرتے کرتے دوسروں کے حقوق کو بعض اوقات سلب یا غصب بھی کر لیا جاتا ہے۔

سادہ زبان میں "حقوق و فرائض" کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ کے "حقوق" ہیں وہ لازمی طور پر کسی کے "فرائض" ہیں اور جو آپ کے "فرائض" ہیں وہ لازمی طور پر کسی اور کے "حقوق" ہیں اور ان کا باہم توازن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک دونوں فریق اعتدال کے ساتھ اپنے اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری نہ کریں۔

بنی نوع

یہ الفاظ دنیا کے کل انسانوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ بنین کا یہ مخفف ہے۔ بنی آدم، بنی نوع انسان یعنی آدم کی اولاد۔ انسان اور اس کی اولاد۔ آنحضور ﷺ نے اسے اللہ کا خاندان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَيَالِهٖ

(بیہقی فی شعب الایمان)

یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال (کنبہ) ہے۔ اللہ کو اپنی مخلوق میں سے وہ بہت پیارا ہے جو اس کے عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

نفس

اس ارشاد میں ایک اہم لفظ "نَفْس" "فاء" اور "سین" پر جزم کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ جس کی جمع نُفُوْس آئی ہے۔ اسے فاء پر زبر کے ساتھ اگر پڑھا جائے تو اس کی جمع "اَنْفَاس" ہے جبکہ فاء پر جزم کے ساتھ نفس کے معانی ذات، جان اور وجود کے ہیں۔ انسان کا نفس ہی انسان کے لئے اجر یا سزا کا موجب بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دمار

کہتے ہیں کہ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان (نفس) چھپا ہوتا ہے۔ انسان اپنے ظاہر کو جتنا بھی خوبصورت بنائے اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک انسان کے اندر کا نفس بااخلاق نہ ہو اور اُسے اس کی غلطیوں پر ٹوک سکے۔ اس کی رہنمائی کر سکے۔ اسے ضمیر بھی کہا جاتا ہے۔

ہمارے / ہم

لغوی معنوں کے اعتبار سے دو اہم ضمائر "ہمارے" یا "ہم" پر بھی غور کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ جاننا کہ ہم کون ہیں؟ ضروری ہے۔ تا کتاب تعلیم کے تحت تینوں عناوین پر بیان فرمودہ تعلیم سے ہم مخاطب کیوں ہیں۔ ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک "سلام" کو اس آخری دور کے مسیح و مہدی کو پہنچانے کی توفیق پائی۔ اس پر

ایمان لائے اور یوں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی علیہ السلام تک اللہ کے تمام فرستادوں پر ایمان لانے کی توفیق پا کر دنیا بھر میں منفرد قوم کہلائے۔جس کی وجہ سے اپنی اور غیروں کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے لہٰذا اس تعلیم کو جاننا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس زمانہ کی بڑی عبادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”اس زمانہ کی بڑی عبادت“ کے تحت فرماتے ہیں:

”ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے جاوے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں ہر ایک حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں، چاہیے کہ اپنی تقریر اور علم کے ساتھ اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے۔ مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اُٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی اجر پا لیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو، جس کا انتہا نہیں۔ ہر ایک کو خدا کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیے۔ جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپؐ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت میں کوئی کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر بے حیائی سے ہمارے نبی پر اتہام لگائے جائے اور لوگوں کو گمراہ کرتا جائے۔ تو یاد رکھو کہ وہ بے شک بڑی باز پُرس کے نیچے ہے۔ چاہیے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تم کو حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ........ ہر ایک کا فرض ہے کہ جہاںتک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 356-357 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے فرائض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 3اپریل 1903ء کو چند احباب کی بیعت لینے کے بعد فرمایا:

”اس وقت تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بیعت کا اقرار کیا ہے اور تمام گناہوں سے توبہ کی ہے اور خدا سے اقرار کیا ہے کہ کسی قسم کا گناہ نہ کریں گے۔ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں۔ یا تو اس کے ذریعہ انسان خدا تعالی کے بڑے فضل کا وارث ہو جاتا ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو اس سے خدا راضی ہو جائے گا اور وعدہ کے مواقف رحمت نازل کرے گا اور یا اس کے ذریعے سے خدا کا سخت مجرم بنے گا کیونکہ اگر اقرار کو توڑے گا تو گویا اس نے خدا کی توہین کی اور اہانت کی۔ جس طرح سے ایک انسان سے اقرار کیا جاتا ہے اور اسے بجا نہ لایا جاوے تو توڑنے والا مجرم ہوتا ہے ایسے ہی خدا کے سامنے گناہ نہ کرنے کا اقرار کر کے پھر توڑنا خدا کے روبرو سخت مجرم بنا دیتا ہے۔ آج کے اقرار اور بیعت سے یا تو رحمت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی یا عذاب کی ترقی کی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 4 ایڈیشن 2016ء)

اپنے نفس کے حقوق

آپؑ نے فرمایا:

”تقویٰ تو صرف نفس امّارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑنا ہے اور جس کے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس کے قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں اور وہ بلند مراتب قرب الٰہی کے حاصل کر سکے۔“

(البدر جلد 3 نمبر 3 مورخہ 16جنوری 1904ء)

مندرجہ بالا حوالہ اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ نفس امارہ کسے کہتے ہیں؟ اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نفسِ امارہ کی وہ حالت ہے جب انسان شیطان اور نفس کا بندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشوں کا غلام اور اسیر ہو جاتا ہے جو حکم نفس کرتا ہے اس کی تعمیل کے واسطے اس طرح طیار ہو جاتا ہے جیسے ایک غلام دست بستہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوتا ہے اس وقت یہ نفس کا غلام ہو کر جو وہ کہے یہ کرتا ہے“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 367 ایڈیشن 2016ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

فرمایا:

”جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے ان کی عمریں خدا زیادہ کرے گا خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر بجالانی چاہیے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 124 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ کتاب تعلیم میں بیان تمام امور پر کما حقہ عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

آج کی دعا

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْوِتْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الْحَاجَةِ حدیث:479)

ترجمہ:

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ حلیم (بردبار) ہے، کریم (بزرگی والا) ہے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے، میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں کا اور تیری بخشش کے یقینی ہونے کا سوال کرتا ہوں، اور ہر نیکی میں سے حصہ پانے کا اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین خدا! تو میرا کوئی گناہ باقی نہ چھوڑ مگر تو اسے بخش دے اور نہ کوئی غم چھوڑ، مگر تو اُسے دور فرمادے اور نہ کوئی ایسی ضرورت چھوڑ جس میں تیری خوشنودی ہو مگر تو اُسے پوری فرمادے۔

یہ سید و مولیٰ خیر البشر بہت پیارے رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ کی صلوٰۃ الحاجۃ (اپنی مراد، ضرورتِ حاجت کے لئے) دعا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت ہو یا بنی آدم میں سے کسی سے کوئی کام ہو تو پہلے وہ اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعتیں ادا کرے۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے اور نبی اکرم ﷺ پر صلاۃ (درود) و سلام بھیجے۔ پھر یہ دعا کرے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

انیس احمد ندیم ۔ جاپان

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

روس اور جاپان کے معرکہ میں دنیا کے نقشہ پر ایک مشرقی طاقت کے ظہور اور کوریا کی نازک حالت کی پیش خبری

1904ء میں جاپان اور روس کے مابین ایک مشہور جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کو تاریخ میں THE RUSSO-JAPANESE WAR کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں روس ایک عالمی طاقت تھا جبکہ جاپان دنیا کے نقشہ پر ایک غیر معروف ایشیائی جزیرہ تھا۔ یہ لڑائی ابھی شروع ہی ہوئی تھی اور روس کے خلاف جاپان نے کوئی بڑا میدان نہیں مارا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:

”ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت“

ایک ایسے وقت میں جب دنیا پر ہر طرف مغرب کا راج تھا اور روس ایک بڑی فوجی طاقت کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر موجود تھا۔ اس وقت ایک مشرقی طاقت کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے کوریا کی نازک حالت کا ذکر کرنا کسی غیر معمولی واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔

1904ء کے عالمی حالات وواقعات کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ روس اور جاپان کے مابین چپقلش شروع ہو چکی ہے لیکن روس اور جاپان کے معرکہ میں جنگ کے بالکل ابتدائی مرحلہ پر کسی فریق کی فتح و شکست کی پیشگوئی کرنا یا کوریا کے مستقبل کے بارہ میں دعویٰ کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے 1904ء میں ہی اس جنگ کے نتیجہ اور کوریا پر پڑنے والے اثرات کی خبر دے دی گئی۔ یہ الہامی پیش خبری 10جولائی 1905ء کے الحکم اخبار کے ذریعہ مشتہر کر دی گئی۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ واضح خبر دی گئی کہ:

1۔مغربی طاقتوں کے مقابل مشرق میں ایک زبردست طاقت کا ظہور ہوگا۔

2۔مشرقی طاقت اس معرکہ میں فاتح ٹھہرے گی جبکہ کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہامی خبر دی گئی اس وقت کا نقشۂ عالم کچھ اس طرح کا ہے کہ براعظم ایشیاء میں سلطنت عثمانیہ کے علاوہ کوئی ملک یا قوم ایسی نہ تھی جو مغربی استعمار کا مقابلہ کر سکتی۔ سلطنت عثمانیہ بھی اپنی عظمت رفتہ کھو چکی تھی۔ اسلحہ کی دوڑ شروع ہو چکی تھی۔ بلقان کا میدان لگ چکا تھا، روس میں انقلاب کی دستک سنائی دے رہی تھی۔ یورپی سلطنتیں ایک دوسرے کو مٹانے کے درپے تھیں اور جنگ عظیم اول کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

چین اور جاپان باہم تنازعات میں الجھے ہوئے تھے۔ منچوریا پر قبضہ کی SINO-JAPAESE جنگ بمشکل ختم ہوئی تھی کہ روس نے کوریا میں اپنے اقتصادی مفادات کے تحفظ کے لئے جاپان کے خلاف میدان جنگ کھول دیا۔ روسی فوجی طاقت اور اسلحہ جاپان سے کئی گنا زیادہ تھا۔

حالات نے اس وقت اچانک پلٹا کھایا جب 8فروری 1904ء کو جاپان نے پورٹ آرتھر کے مقام پر روس کے خلاف شدید جوابی حملہ کرتے ہوئے اپنی فوجیں زمین پر اُتارنا شروع کر دیں۔ روس ایک بڑی فوجی طاقت ہونے کے باوجود جاپانی جنگی چالوں کے آگے بے بس ہوتا چلا گیا اور پے در پے ہر محاذ پر شکست وریخت کا شکار ہونے لگا۔ تجزیہ نگار لکھتے ہیں:

The Russians were soundly defeated in each of these battles by an enemy that first out-thought and then outmaneuvered them

(Encyclopedia of Russian History)

یعنی روسی ہر میدان میں نہایت بری طرح شکست کھا گئے اور دشمن نے انہیں ایک ایسی شکست سے دوچار کیا جو ان کے وہم وگمان سے بھی باہر تھی۔

چنانچہ 1904ء کے بعد اس جنگ میں روس کو پے در پے شکستیں ہونا شروع ہو گئیں اور جاپان کا کوریا پر مکمل قبضہ ہو گیا اور جاپان دنیا میں ”مشرقی طاقت“ شمار ہونے لگا۔ اس واقعہ کو دنیا بھر کے مؤرخین اور تحقیق دانوں نے جاپان کی غیر معمولی فتح سے تعبیر کیا ہے ایک پاکستانی وقائع نگار لکھتا ہے:

”اس جنگ میں جاپان نے ثابت کر دیا کہ عسکری تنظیم، جنگی صلاحیت، فوجوں کی قیادت اور جنگی چالوں میں جاپان کی تیاری یورپ کے ملکوں کی تیاریوں سے کسی لحاظ سے بھی کم نہیں۔ روس کو بالآخر ہار ماننا پڑی اور امریکہ کی مداخلت سے روس اور جاپان کے درمیان پورٹس ماؤتھ کا معاہدہ طے ہوا، جس کی رو سے روس نے لیاؤتونگ کا علاقہ جاپان کو دیدیا۔ کوریا پر جاپان کی سیادت کا مکمل حق تسلیم کر لیا......پورٹس ماؤتھ کا معاہدہ 5/ستمبر 1905ء کو طے ہوا“

(تاریخ اقوام عالم صفحہ 667تا668بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر 2 صفحہ 347)

”مشرقی طاقت“ کے الہامی الفاظ کے عین مطابق اس جنگ کے نتیجہ میں دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ارض مشرق کہلانے والا ملک جاپان دنیا کے نقشہ پر ایک زبردست طاقت بن کر اُبھرا۔ اس کے مقابل نہ صرف یہ کہ ایک مغربی طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور اور اندرونی شکست وریخت کا شکار ہوگئی بلکہ جاپان نے کوریا پر قبضہ جمالیا اور اس طرح **”کوریا کی نازک حالت“** والے الہامی الفاظ بھی بعینہٖ پورے ہوئے۔ اس جنگ کے نتائج پر بحث کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں:

The Russo-Japanese War was the first global conflict of the modern era and the first war in which an emerging Asian nation defeated a European great power

(The Russo-Japanese War in Global Perspective Edited by John W.Steinberg)

یعنی روس اور جاپان کا معرکہ جدید زمانے میں وہ پہلا واقعہ تھا جب ایک ایشیائی طاقت ابھر کر سامنے آئی اور اس نے یورپ کی عظیم طاقت کو شکست دیدی۔

Japan forced Russia to abandon its expansionist policy in the Far East, becoming the first Asian power in modern times to defeat a European power

(Encyclopedia Britannica under word Russo-Japanese War)

یعنی جاپان نے روس کے توسیع پسندانہ عزائم کے آگے بند باندھ دیا اور جدید تاریخ میں وہ پہلا ملک بن گیا جس نے یورپی طاقت کو شکست سے دوچار کیا۔

تجزیہ نگاروں کے بقول اس جنگ نے براعظم ایشیاء کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں کوریا پر جاپان کا قبضہ ہوگیا اور دیگر ایشیائی علاقوں میں اس کا اثرونفوذ غیر معمولی طور پر بڑھنے لگا اور اس کے نتیجہ میں جاپان کو جو طاقت اور تمکنت ملی اس کی مثال تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ جاپان کی اس فتح کا خلاصہ ان الفاظ میں کیا جاتا ہے:

This was the first time in history that an Asian nation had defeated a major European power.This was important because at the end of the war the treaty forced Russia to leave Korea and Japan got land from Russia.This was their first time influencing Korea and expanding into the rest of Asia

(Eastern Destiny Russia in Asia and the North Pacific by G.PatrickMarch)

5 ستمبر 1905ء تک جاری رہنے والی اس جنگ کے اثرات روس کے لئے اس قدر بھیانک ثابت ہوئے کہ اس کے اثرات کے نتیجہ میں پہلے 1905ء کا انقلاب روس برپا ہوا اور روس ابھی اس صورتحال سے سنبھل نہ پایا تھا کہ 1917ء میں ایک مرتبہ پھر روس میں انقلاب برپا ہوا جو اس کی حالت زار پر منتج ہوا۔ روس میں پھوٹنے والے ان دونوں انقلابات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پیش گوئی بڑی شان سے پوری ہوئی:

”زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار“

یہ جنگ ایسی ہولناک اور خونخوار تھی کہ ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کی طرف سے برپا مخالفت کو اس جنگ سے تشبیہ دی۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 149)

اس جنگ میں کسی کی فتح یا شکست ہمارے لئے اہمیت نہیں رکھتی نہ اس موضوع میں کوئی دلچسپی ہے کہ روس یا جاپان کا کتنا نقصان ہوا۔ اس حقیقت کا بیان مقصود ہے کہ جس معرکہ کی پیش خبری الہاماً امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی وہ تاریخ عالم میں پیش آنے والا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ یہ پیشگوئی حرفاً و معناً ایک **”مشرقی طاقت“** کے ظہور پر منتج ہوئی اور اس واقعہ نے تاریخ عالم پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ اس معرکہ کے عالمی اور سیاسی اثرات کا تجزیہ کریں تو درج ذیل امور سے مترشح ہوتا ہے کہ روس اور جاپان کی جنگ آنے والے حالات اور انقلابات کا پیش خیمہ تھی۔

اس جنگ کے عالمی اثرات

1۔ جدید دور میں مغربی طاقتوں کے مقابل پر کسی بھی ایشیائی طاقت کی یہ پہلی بڑی فتح مانی جاتی ہے۔

2۔ اس جنگ کے نتیجہ میں بلقان اور بحرالکاہل میں موجود روسی بیڑوں کا خاتمہ ہوا اور اس سے جنگ عظیم اول میں صف بندی اور روسی اتحادیوں کی تیاری سخت متاثر ہوئی۔

3۔ ایک مشرقی طاقت یعنی جاپان کے طاقت کے نقشے پر ابھرنے سے ایشیاء میں روسی اور مغربی تسلط تیزی سے اپنے اختتام کی طرف بڑھنے لگا۔

4۔ اس جنگ کے نتیجہ میں جاپان نے ایسی طاقت پکڑی کہ چین اور ایشیاء کے دیگر علاقے بھی آہستہ آہستہ جاپان کے قبضہ میں جانے لگے۔ یہاں تک کہ جاپان کو برطانیہ اور دیگر بڑی طاقتوں کے ہم پلہ سمجھا جانے لگا۔

5۔ ایک بڑی فوجی طاقت ہونے کے باوجود جاپان سے شکست کے اثرات اس قدر دیرپا تھے کہ اسی شکست کے بطن سے 1905ء اور 1917ء میں روس میں انقلاب برپا ہوئے۔

جاپان سے تعلق رکھنے والے خصوصی اثرات

1۔ اس جنگ میں جاپان کی فتح نے مشرق میں ایک ایسی طاقت کی موجودگی کو ثابت کردیا جو مغربی اقوام کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

2۔ اس جنگ کے بعد ایشیاء میں جاپان کا کلیدی کردار نہایت نمایاں اور واضح ہوکر سامنے آگیا۔

3۔ اس جنگ نے آئندہ آنے والی جنگوں کے لئے نئے تکنیکی اور حربی راستے کھول دیئے۔

اس جنگ کا تجزیہ کرنے والے مؤرخین نے روس اور جاپان کے معرکہ میں مشرقی طاقت کے ظہور اور روس کی شکست کو تاریخ عالم کا نقشہ بدل دینے والا واقعہ قرار دیا ہے۔ Encyclopedia of War کے مطابق:

For the first time in recent memory the white man had been spectaculary beaten at his own game thereby heralding the beggening of the end of Euorpe›s hegemonypage5

یعنی اس زبردست فتح کے نتیجہ میں دنیا سے مغربی تسلط کا خاتمہ شروع ہوگیا۔ اسی طرح روس اور جاپان کے معرکہ میں جاپان کی فتح اور عالمی نقشے پر ابھرنے کا ذکر کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں:

The Russo-Japanese War, which occured a century ago pitted on of the major Western powers against an emerging but amazingly dynamic nation in Asia.It affected the balance of Power in Europe,causing shifts that were played out over the next several decades

(Historical Dictionary of the Russo-Japanese War by Rotem Kowner page xi)

پروفیسر Rotem Kowner لکھتے ہیں:

روس اور جاپان کا معرکہ بلاشبہ بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پیش آنے والا دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے عظیم واقعہ تھا۔ اس جنگ کے براہ راست اثرات تو کوریا اور شمال مشرقی ایشیا پر پڑے مگر یہ جنگ ساری دنیا کو متاثر کرنے والی جنگ تھی۔۔۔ جاپان کی غیر متوقع فتح نے تاریخ عالم کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ اس جنگ نے یورپ میں بھی طاقت کا توازن بدل کر رکھ دیا، جرمنی کی طاقت دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی اور یہی وہ جنگ تھی جس نے دنیا کو پہلی جنگ عظیم کی طرف دھکیل دیا۔

(Historical Dictionary of the Russo-Japanese War by Rotem Kowner page xiv)

مؤرخین نے اس جنگ کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے کوریا کی نازک حالت والے پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں ایک موقع پر روس اور جاپان کے معرکہ کا ذکر ان الفاظ میں درج ہے:

’’اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہیں آنی چاہیے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے اور اس کی رُو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے اور ان کو چاہیے کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کر لے تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 167)

سیدنا حضرت مصلح موعود اس پیشگوئی کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’بانی سلسلہ احمدیہ کو دعویٰ کئے ہوئے پچاس سال سے زائد ہو گئے۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے نشان پر نشان دکھایا ہے جو ایک سے ایک زیادہ شاندار تھا۔ اسی نے سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں ان کے لئے گرہن لگایا ...... اسی نے جاپان کو ان کی خبر کے مطابق روس پر فتح دی، کوریا پر قابض کیا اور ایک زبردست مشرقی طاقت بنایا، اسی نے ان کی خبر کے مطابق زارِ روس کی حکومت کو تباہ کیا اور زار کو بحالتِ زار حکومت سے علیحدہ کیا‘‘

(زندہ خدا کا زندہ نشان، انوار العلوم جلد 14 صفحہ نمبر 84)

برِاعظم ایشیاء

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

بنانا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ چند سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا تفصیلی خطبہ اس ضمن میں دیا تھا اور توجہ دلائی تھی۔ کچھ عرصہ تک تو اس پر عمل ہوا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس پر توجہ کم ہوگئی۔ خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان میں مسجد کے اندر ہال کی صفائی کا بھی باقاعدہ انتظام ہو۔ تنکوں کی وہاں صفیں بچھی ہوتی ہیں۔ صفیں اٹھا کر صفائی کی جائے، وہاں دیواروں پر جالے بڑی جلدی لگ جاتے ہیں، جالوں کی صفائی کی جائے۔ پنکھوں وغیرہ پر مٹی نظر آرہی ہوتی ہے وہ صاف ہونے چاہئیں۔ غرض جب آدمی مسجد کے اندر جائے تو انتہائی صفائی کا احساس ہونا چاہئے کہ ایسی جگہ آگیا ہے جو دوسری جگہوں سے مختلف ہے اور منفرد ہے۔ اور جن مساجد میں قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں وہاں بھی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ لمبا عرصہ اگر صفائی نہ کریں تو قالین میں بو آنے لگ جاتی ہے، مٹی چلی جاتی ہے۔ خاص طور پر جمعے کے دن تو بہرحال صفائی ہونی چاہئے۔ اور پھر حدیثوں میں آیا ہے کہ دھونی وغیرہ دے کر ہوا کو بھی صاف رکھنا چاہئے اس کا بھی باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ لیکن مسجد میں خوشبو کے لئے بعض لوگ اگر بتیاں جلا لیتے ہیں۔ بعض دفعہ اس کا نقصان بھی ہو جاتا ہے، پاکستان میں ایک مسجد میں اگربتی کسی نے لگا دی اور آہستہ آہستہ الماری کو آگ لگ گئی نقصان بھی ہوا۔ ایک تو یہ احتیاط ہونی چاہئے کہ جب موجود ہوں تب ہی لگے۔ دوسرے بعض اگربتیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں اتنی تیز خوشبو ہوتی ہے کہ دوسروں کے لئے بجائے آرام کے تکلیف کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس سے اکثر کو سردرد شروع ہو جاتی ہے۔ تو ایسی چیز لگانی چاہئے یا دھونی دینی چاہئے جو ذرا ہلکی ہو۔

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

انجینئر محمود مجیب اصغر

عبودیت تامہ

ایک دلچسپ اور سبق آموز واقعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بڑی لمبی لمبی اور دکھاوے کی نمازیں ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس کی عبادت کا حق ادا کر رہے ہیں یا بڑی کثرت سے روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کی راہ میں بڑا مجاہدہ کر رہے ہیں یا اور دوسرے نیکی کے کام جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں ان کے ظاہر پر زور دینے لگ جاتے ہیں مگر حقیقت نماز سے ناآشنا اور حکمت روزہ سے بے خبر ہوتے ہیں اس قسم کی عبادت عند اللہ عبادت مقصود نہیں ہوتی۔

کشف المحجوب

مجھے اس وقت ایک بزرگ کا واقعہ یاد آ گیا ہے حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک شخص بڑے بزرگ تھے لیکن ابھی گہرائیوں میں ان کی پہنچ نہیں ہوئی تھی وہ نیکیوں کے ظاہر پر بڑا زور دیتے تھے ایک دفعہ وہ ایک اور بزرگ سے جن کی بڑی شہرت تھی ملنے گئے جب یہ وہاں پہنچے تو مغرب کی نماز ہو رہی تھی یہ بھی نماز میں شامل ہو گئے مگر یہ بزرگ جو نماز پڑھا رہے تھے اور جن کی انہوں نے بڑی شہرت سنی ہوئی تھی اور جن کی ملاقات کے لئے یہ صاحب ایک لمبا سفر طے کر کے وہاں پہنچے تھے وہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت بھی صحیح نہیں کر رہے تھے چنانچہ یہ بڑے مایوس ہوئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے اتنے لمبے سفر کی تکلیف بلا وجہ اور بے فائدہ اٹھائی ہے رات یہاں گزارتا ہوں صبح واپس چلا جاؤں گا انہوں نے شاید استغفار بھی کی ہو گی کہ بڑا گناہ ہو گیا ہے چنانچہ صبح سویرے اٹھے دریا قریب تھا دریا کی طرف جا رہے تھے تا کہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے عبادت کریں مگر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر راستے میں سویا ہوا ہے وہ ان کے پاؤں کی آواز سے دفعۃً اٹھا اور ان کے پیچھے بھاگا یہ آگے آگے تھے اور وہ ان کے قدم بقدم پیچھے پیچھے آ رہا تھا جس وقت اس بزرگ کی عبادت گاہ کے قریب پہنچے جن کی قراءت ان کو اچھی نہیں لگی تھی اور جن کے متعلق ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ کی تلاوت بھی صحیح نہیں کر سکتا وہ بزرگ کیا ہو گا

اللہ کے کتو!

وہ اس وقت اپنی عبادت گاہ سے باہر نکل رہے تھے وہ آگے بڑھے اور شیر کے کان پکڑ لئے اور اس کو کہنے لگے کہ اللہ کے کتو! کیا میں نے تمہیں یہ نہیں کہا ہوا کہ تم نے میرے مہمانوں کو تنگ نہیں کرنا

شیر دم ہلا رہا تھا اور ان کو کچھ نہیں کہہ رہا تھا چنانچہ جب انہوں نے شیر سے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ تو وہ فوراً وہاں سے چلا گیا

پھر وہ ان کو مخاطب کر کے کہنے لگے تم لوگ ظاہر کا زیادہ خیال رکھتے ہو اور ریاء سے بچتے نہیں اس لئے مخلوق خدا سے خوف کھاتے ہو پھر انہوں نے بڑے نمایاں رنگ میں اور بڑے عجیب طریق پر ان کو سمجھایا کہ دیکھو صرف ظاہر کے خیال رکھنے کی وجہ سے مخلوق خدا سے ڈر لگتا ہے مگر ہم لوگ باطن کا خیال نہیں رکھتے اس واسطے خدا کی مخلوق کا خوف نہیں کھاتے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ڈوبے رہتے ہیں اس کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مقابلے میں ہر چیز کو مردہ سمجھتے ہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد دوم بحوالہ انوار القرآن جلد 3 صفحہ 356 تا)

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن گھانا

جلسہ یوم خلافت

جامعۃ المبشرین گھانا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مؤرخہ 27 مئی 2021ء کو جلسہ یوم خلافت کروانے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس جلسہ کی صدارت مکرم و محترم مولوی مبشر حسین شاہد صاحب وائس پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا نے کی۔ اس جلسہ کے پروگرام کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

گھانا سے تعلق رکھنے والے طالب علم عزیزم صادق ڈونکور نے تلاوت قرآن کریم سے اس بابرکت پروگرام کا آغاز کیا اور عزیزم آپیا رزاق نے انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اردو نظم ’’خدا کا یہ احسان ہم پہ یہ بھاری‘‘ عزیزم یوسف اوسئی نے ترنم کے ساتھ پیش کی۔ اس کے بعد اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں چار تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر انگریزی زبان میں عزیزم ابراہیم سیبے نے کی جس کا عنوان ’’برکات خلافت‘‘ تھا۔ دوسری تقریر اردو زبان میں خلافت کی اہمیت کے موضوع پر عزیزم بولاٹیٹو جلیل نے کی۔

تیسری تقریر عربی زبان میں، "اِطَاعَةُ الْخِلَافَةِ" کے موضوع پر عزیزم عبد اللہ کوبنا نے کی۔ اس کے بعد مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے اردو نظم ’’خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا‘‘ پیش کی۔ بعد ازاں اس پروگرام کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم و محترم مولوی حافظ خلیق بشیر صاحب استاذ مدرسۃ الحفظ نے کی جو کہ انگریزی زبان میں تھی اور اس کا موضوع "حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بطور ایک مثالی شوہر اور باپ" تھا۔ پھر صدر مجلس نے تقریر کی۔ اس کے بعد سیکرٹری مجلس ارشاد نے تمام مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا اور صدر مجلس نے دعا کروا کر اس پروگرام کا اختتام کروایا۔ پروگرام کے بعد تمام شاملین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ نظام خلافت اور اس کی برکات پر مبنی ایک ڈاکومنٹری بھی اس پروگرام کا حصہ تھی جو کہ نماز عشاء کے بعد دکھائی گئی۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

واپس لانا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت کو دنیا پر قائم کرنا تھا۔ اس کا نعوذ باللہ یہ مطلب نہیں ہے کہ مقام کے لحاظ سے آنے والا جو نبی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو گا اور یہ پہچان مشکل ہو جائے گی کہ یہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک آقا ہے اور دوسرا غلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح مَیں نے اپنے زمانے میں ایک اندھیرے زمانے کے بعد، ہدایت کی روشنی دنیا میں پھیلائی جس کا مسلم کی حدیث میں ایک جگہ یوں ذکر ملتا ہے، بہت ساری حدیثیں ہیں اس بارے میں، ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت عمران بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔ عمران کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا۔ بہر حال آپ نے اس کے بعد فرمایا۔ ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بِن بلائے گواہی دیں گے، خیانت کے مرتکب ہوں گے، دینداری چھوڑ دیں گے، نذریں مان کر پوری نہیں کریں گے۔ عہد کے پابند نہیں رہیں گے اور عیش و آرام کی وجہ سے موٹاپا اُن پر چڑھ جائے گا۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم... حدیث نمبر 6475)

پس ایسے لوگوں کے بعد پھر جیسا کہ دوسری حدیثوں سے بھی ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جو اُمّتِ مسلمہ پر سے اندھیروں کے بادل چھٹنے کا زمانہ ہو گا۔ جس میں آخرین میں مبعوث ہونے والا مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے ساتھ جگہ جگہ روشنی کے مینار کھڑا کرتا چلا جائے گا اور ہر طریق سے راہِ ہدایت کے پھیلانے کے سامان کرتا چلا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ہوا، جو ہدایت کی نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچی وہ اس زمانے میں جبکہ ذرائع اور وسائل نے دنیا کو قریب لا کر جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Global Village بنا دیا ہے، رابطوں کی وجہ سے تمام کرّہ ارض ایک شہر ہی بن گیا ہے۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی کامل ہدایت کی تکمیلِ اشاعت ہو رہی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیلِ ہدایت کا زمانہ تھا اور مسیح محمدی کا زمانہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ پس چاہے اُمت کا اول زمانہ ہو یا اُمت کا آخری زمانہ۔ دونوں زمانے اس لئے مبارک ہیں کہ ان دونوں زمانوں کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 49-50۔ ایڈیشن 2003ء)

پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں تو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہم پر ڈالی جاتی ہے اور اشاعتِ ہدایت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب ہم خود بھی اپنی ہدایت کے سامان کرنے والے ہوں۔ ہم اپنے عہدوں کی تجدید کرتے ہوئے اُس دَور کی مثالوں کو دیکھنے والے ہوں جب تکمیلِ ہدایت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو اُس ہدایت اور تعلیم کا نمونہ بنایا تھا۔ اپنے قول و فعل سے اُس کا اظہار کیا تھا اور اُن کے نمونے دیکھ کر، اُن کے عمل دیکھ کر اُن کا خدا تعالیٰ سے تعلق دیکھ کر، اُن کے اعلیٰ اخلاق دیکھ کر ایک زمانہ اُن کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

(خطبہ جمعہ 23/ ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا

مالٹا میں خدمت انسانیت

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔‘‘

(خطبات مسرور، جلد اول، صفحہ 398)

خدمت خلق کے اسی جذبہ سے سرشار جماعت احمدیہ مالٹا کو ہیومینٹی فرسٹ سوئٹزرلینڈ کے تعاون سے خدمت خلق کے مزید کام کی توفیق ملی۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ ہیومینٹی فرسٹ سوئٹزرلینڈ کو خدمت خلق کے کاموں کے لئے ایک تجویز بھیجی گئی جو مکرم شمیم احمد قاضی صاحب، چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ سوئٹزرلینڈ اور مکرم عارف محمود ملک صاحب، صدر مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے تعاون سے تیار کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ تعاون کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس تجویز کی منظوری کے بعد جماعت احمدیہ مالٹا نے دو مقامی مارکیٹس سے بنیادی ضرورت کی اشیاء خریدیں اور ان کے دو سو پیکٹ تیار کر کے مندرجہ ذیل پانچ فلاحی تنظیموں کو بطور عطیہ پیش کئے۔ افراد جماعت نے 25 گھنٹے اس فلاحی کام کے لئے صَرف کیے۔ جن افراد اور خاندانوں کو خوراک کے پیکٹ تقسیم کئے گئے ان میں اسائیلم سیکرز، ریفیوجی خاندان، بے گھر افراد، گھریلو تشدد کی شکار خواتین اور ان کے بچے اور معاشرے کے غریب افراد شامل ہیں۔ تقریباً دو سو خاندان (350 افراد) ان عطیات سے مستفیض ہوئے۔ اس عطیہ کردہ خوراک سے دو سو خاندانوں کے لئے ایک ہفتہ کے طعام کا انتظام ہو سکے گا۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

The Malta Trust Foundation- کو خوراک کا عطیہ

مالٹا کی سابقہ صدر مملکت مکرمہ میری لوئیس کولیرو پریکا صاحبہ کی زیرنگرانی ایک فلاحی ادارہ قائم ہے جو ضرورتمند افراد کو تعاون اور مدد فراہم کرتا ہے۔ مکرمہ سابقہ صدر مملکت صاحبہ سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور انہیں خوراک کا عطیہ پیش کیا تا کہ اس ادارہ کی خدمات سے استفادہ کرنے والے افراد میں یہ خوراک تقسیم کی جا سکے۔ محترمہ صدر صاحبہ کا جماعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اور وہ ہمیشہ جماعت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں۔ اس عطیہ پر بھی انہوں نے بڑی فراخدلی سے شکریہ ادا کیا۔

ریفیوجی خاندانوں کے لئے خوراک کا عطیہ

مالٹا کے ریفیوجی سینٹر میں مقیم خاندانوں میں خوراک کے پیکٹ تقسیم کئے گئے۔ اس سینٹر میں 51 خاندان رہائش پذیر ہیں جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔

Fondazzjoni Seb کے لئے خوراک کا عطیہ

عیدالفطر کے روز سیبح فاؤنڈیشن میں خوراک کا عطیہ دیا گیا۔ یہ ایک فلاحی ادارہ ہے اور مالٹا کے چرچ کے زیرانتظام تشدد کی شکار خواتین اور ان کے بچوں کو رہائشی خدمات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی مدد بھی فراہم کرتا ہے۔

Dar Leopoldo کے لئے خوراک کا عطیہ

مالٹا میں بے گھر افراد کے لئے قائم ایک ادارہ لیئوپولدو ہاؤس کو خوراک کا عطیہ پیش کیا گیا تا کہ اس ادارہ میں مقیم افراد اس سے مستفیض ہوسکیں۔ اس ہوم میں 19 افراد رہائش پذیر ہیں جو بے سروسامانی اور گھر نہ ہونے کی وجہ سے یہاں پہنچتے ہیں۔

Reach Residential ۔ کے لئے خوراک کا عطیہ

یہ ادارہ بے گھر افراد کو رہائش اور کھانا فراہم کرتا ہے تا کہ جب تک ان کی رہائش اور خوراک کا مستقل سامان نہیں ہوتا تب تک ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

خاکسار ہیومینٹی فرسٹ سوئیزرلینڈ کے تمام کارکنان وعطیہ دہندگان اور جماعت احمدیہ مالٹا کے افراد جنہوں نے ان پروگراموں کے انعقاد میں بھرپور تعاون کیا کا تہہ دل سے شکرگزار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر و اجر عظیم سے نوازے۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکرگزار ہے کہ جس نے ہمیں بنی نوع انسان کی خدمت کے قابل بنایا اور ہمیں خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کماحقہ ادائیگی کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ڈاکٹر اور اطباء مریض کی نبض دیکھتے وقت یا بیماری کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا (البقرہ: 33) یعنی اے اللہ! پاک ہے تو! مجھے کوئی علم نہیں ماسوائے اس کے جو تو نے مجھے سکھلائے، کہے اور نسخہ لکھتے وقت ھُوَالشَّافِی لکھ کر شروع کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے مسلمان اطباء میں کیا عمدہ بات ہے کہ لکھا ہے کہ نبض دیکھنے سے پہلے طبیب یہ پڑھا کرے سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 365) اور نسخہ لکھتے وقت ھوالشافی لکھا کرے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 383)

06جولائی2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:16	19:07
مدینہ منورہ	04:08	19:14
قادیان	03:50	19:38
ربوہ	03:30	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:26	21:19